از عدالت عظمی

کاپلدیو پرساد شاہ اور دیگران

بنام

اسٹیٹ آف بہار اور دیگران

25 اگست1999

[ایس ساگر احمد اور ڈی پی وادھوا، جسٹسز]

توہین عدالت ایکٹ 1971:

دفعہ 2(ب)–دیوانی توہین–مبینہ لیے سزا دینے کا اختیار–کب استعمال کیا جانا چاہیے–عدالت کے حکم کی جان بوجھ کر نافرمانی–الزامات کو ثابت کرنے کے لیے کچھ نہیں دکھایا گیا–منعقد، مبینہ لیے سزا دینے کا اختیار اس وقت استعمال کیا جانا چاہیے جب عدالت کے حکم کی واضح اور جان بوجھ کر خلاف ورزی ہو–کیس کے حقائق اور حالات کے تحت، توہین عدالت کی کارروائی قابل قبول نہیں ہے۔

الفاظ اور جملے–جان بوجھ کر–توہین عدالت ایکٹ کے تناظر میں معنی۔

اپیل کنندگان، غیر تربیت یافتہ اساتذہ، ریاست بہار کے گوڈا ضلع میں اسسٹنٹ اساتذہ کے طور پر کام کر رہے تھے جب ان کی خدمات ختم کر دی گئیں۔ اسی طرح کے عہدوں پر فائز اساتذہ کے معاملے میں عدالت عظمی نے ایک ہدایت جاری کی کہ ریاستی حکومت کو غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی تقرری کر کے موجودہ خالی آسامیوں کو پر کرنا چاہیے جو تقرری کے اہل تھے اور اگر یکم جنوری 1992 سے پہلے خالی آسامیاں موجود تھیں تو اس طرح مقرر کیے گئے اساتذہ یکم جولائی 1992 سے اپنی تقرری تک تنخواہ کے حقدار ہوں گے۔ اپیل گزاروں کو عدالت عظمی کے فیصلے کی بنیاد پر عدالت عالیہ سے اپنی عرضی درخواست میں اسی طرح کا حکم ملا۔

اپیل گزاروں کو 4 اکتوبر 1994 کو مقرر کیا گیا تھا اور انہوں نے تنخواہ کے بقایاجات کا دعوی اس بنیاد پر کیا تھا کہ یہ عدالت کے احکامات کے تحت دوبارہ تقرری کا معاملہ تھا اور چونکہ انہیں یکم جنوری 1992 سے پہلے موجود خالی آسامیوں کے خلاف مقرر کیا گیا تھا، اس لیے وہ یکم جولائی 1992 سے 3 اکتوبر 1994 تک تنخواہ کے حقدار تھے۔ ریاستی حکومت کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر، اپیل گزاروں نے مدعا علیہ ریاست کے خلاف عدالت عالیہ میں توہین عدالت کی کارروائی دائر کی جس میں کہا گیا کہ یکم جنوری 1992 کو عدالت عالیہ نے توہین عدالت کی کارروائی کو مسترد کر دیا اور کہا کہ اس کے حکم کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔ عدالت عالیہ کے فیصلے کے خلاف اپیل گزاروں نے موجودہ اپیل دائر کی ہے۔

اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ جواب دہندگان جان بوجھ کر اور جان بوجھ کر عدالتوں کے احکامات اور ہدایات کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ جواب دہندگان نے دعوی کیا کہ اپیل کنندگان تنخواہ کے بقایا جات کے حقدار نہیں ہیں کیونکہ یکم جنوری 1992 سے پہلے کوئی خالی جگہ موجود نہیں تھی؛ اور یہ کہ اپیل کنندگان کے تقرری کے احکامات سے یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ انہیں کسی بھی خالی جگہ کے خلاف مقرر کیا گیا تھا جو یکم جنوری 1992 سے پہلے موجود تھی۔

اپیل کو نمٹاتے ہوئے عدالت نے

منعقد: 1۔ کسی شخص کو توہین، شہری توہین کا مرتکب ٹھہرانے کے لیے، یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ عدالت کے فیصلے یا حکم کی جان بوجھ کر نافرمانی ہوئی ہے۔ عدالت کے حکم کی واضح خلاف ورزی ہونے پر توہین عدالت کے لیے سزا دینے کے اختیار کا سہارا لینا ہوتا ہے۔ چونکہ توہین عدالت کے نوٹس اور توہین عدالت کی سزا کے دوررس نتائج ہوتے ہیں، اس لیے ان اختیارات کو تب ہی استعمال کیا جانا چاہیے جب عدالت کے حکم کی جان بوجھ کر نافرمانی کا واضح معاملہ سامنے آجائے۔ جان بوجھ کر غیر معمولی، حادثاتی، مخلصانہ یا غیر ارادی کارروائیوں یا حکم کی قیود کی تعمیل کرنے میں حقیقی ناکامی کو خارج کر دے گا۔ چاہے کسی خاص معاملے میں نافرمانی جان بوجھ کر کی جائے، اس کا انحصار اس معاملے کے حقائق اور حالات پر ہوتا ہے۔ عدالتی احکامات کو مناسب طریقے سے سمجھنا اور ان کی تعمیل کرنا ہے۔ یہاں تک کہ لاپرواہی اور لاپرواہی بھی نافرمانی کے مترادف ہو سکتی ہے خاص طور پر جب عدالت کے احکامات اور اس کے مضمرات کی طرف اس شخص کی توجہ مبذول کرائی جائے۔ عدالت کے حکم کی نافرمانی قانون کی حکمرانی کی جڑ پر حملہ کرتی ہے جس پر ہمارا نظام حکمرانی مبنی ہے۔ توہین عدالت کے لیے سزا دینے کا اختیار موثر قانونی نظام کی بحالی کے لیے ضروری ہے۔ اس کا استعمال انصاف کے راستے کی بگاڑ کو روکنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ کوئی بھی شخص عدالت کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ توہین عدالت کی سزا دینے کا دائرہ اختیار اس شخص کے خلاف حتمی منظوری فراہم کرنے کے لیے موجود ہے جو عدالت کے حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کرتا ہے یا حکم کو مسلسل نظر انداز کرتا ہے۔[730-B، C، D، E]

اٹارنی جنرل بنام ٹائمز نیوز پیپر لمیٹڈ (1973) 3 آل ای آر 54، حوالہ دیا گیا

2۔ ایک درخواست گزار جو عدالت کے حکم کی خلاف ورزی کی شکایت کرتا ہے اسے عدالت کے حکم کی جان بوجھ کر یا متضاد نافرمانی کا الزام لگانا چاہیے۔ اپیل گزاروں نے یہ ظاہر کرنے کے لیے کچھ پیش نہیں کیا کہ جواب دہندگان کا یہ دعوی کہ یکم جنوری 1992 کو موجود کسی خالی جگہ کے خلاف اپیل گزاروں کی تقرری نہیں کی گئی ہے، درست نہیں ہے یا یہ کہ جواب دہندگان جان بوجھ کر یا جان بوجھ کر درخواست گزاروں کو ان کے تنخواہ کے بقایا کے حق سے محروم کرنے کے لیے درخواست کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ ایسا ہونے کی وجہ سے، یہ ایسا مقدمہ نہیں تھا جہاں جواب دہندگان کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی شروع کی جا سکتی تھی [730-جی، ایچ]

3۔ چونکہ ایک سنگین تنازعہ ہے کہ آیا یکم جنوری 1992 کو کوئی خالی جگہ موجود تھی یا نہیں جس کے خلاف اپیل کنندگان یا ان میں سے کسی کو مقرر کیا جا سکتا تھا، اس معاملے کو یقینی طور پر جانچ کی ضرورت ہے لیکن شاید صرف عرضی درخواست میں عبوری درخواست کے

ذریعے اورتوہین کے ذریعے نہیں۔اس طرح، اگرچہ عدالت عالیہ کے حکم کو برقرار رکھا گیا ہے، اس معاملے کو واپس عدالت عالیہ کو اس سوال پر جانے کے لیے بھیجا جاتا ہے کہ آیا یکم جنوری 1992 کو کوئی خالی جگہ موجود تھی اور اگر ایسا ہے تو مناسب احکامات جاری کرنے کے لیے۔[B،A-731]

دیوانی اپیل کا عدالتی حداختیار 1999: کی دیوانی اپیل نمبر4706- 1997 کے ایم جے سی نمبر 3189 میں پٹنہ عدالت عالیہ کے مورخہ 8.7.98 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے شانتی بھوشن اور جینت بھوشن

جواب دہندگان کے لیے بی بی سنگھ

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ڈی۔پی۔وادھوا، جسٹس اجازت دی گئی۔

پٹنہ عدالت عالیہ کے مدعا علیہان کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی شروع کرنے سے انکار پر، اپیل کنندگان اس عدالت میں آئے ہیں۔

اپیل کنندگان ریاست بہار کے گوڈا ضلع کے مختلف ابتدائی اسکولوں میں اسسٹنٹ اساتذہ کے طور پر کام کر رہے تھے۔وہ غیر تربیت یافتہ اساتذہ کے زمرے میں ہیں۔ان کی خدمات ختم کر دی گئیں۔کچھ اساتذہ نے اسی طرح ان کی برطرفی کے خلاف عدالت عالیہ میں عرضی درخواستیں دائر کیں اور معاملہ بالآخر اس عدالت تک پہنچا۔قانونی چارہ جوئی کے مختلف مراحل میں جانا ضروری نہیں ہے سوائے اس بات کے کہ یہ عدالت 30 نومبر 1992 کے حکم کے ذریعے بریندر کمار اور دیگر بنام ریاست بہار، [1999] ایس سی سی 574 میں درج ذیل ہدایت کرتی ہے :

"لہذا ہم ایک بار پھر ہدایت دیتے ہیں کہ اگر خالی آسامیاں ہیں اور اگر تربیت یافتہ اساتذہ دستیاب نہیں ہیں تو غیر تربیت یافتہ اساتذہ جو نئے اصول کے نافذ ہونے سے پہلے ملازم تھے، اگر انہیں انتخاب کے عمل کے تابع کرنے کے بعد انہیں ملازمت میں بحال کیا جائے گا۔اگر کوئی خالی آسامیاں نہیں ہیں تو انہیں ان کی سنیارٹی کے مطابق پینل میں شامل کیا جائے گا اور مستقبل میں پیدا ہونے والی خالی آسامیوں میں ان کی سنیارٹی کے مطابق مقرر کیا جائے گا۔جب تک یہ پینل ختم نہیں ہوتا، غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی کوئی نئی تقرری باہر سے نہیں کی جائے گی۔یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس طرح مقرر ہونے کے اہل وہ لوگ ہوں گے جنہیں نئے اصول کے نافذ ہونے سے پہلے مقرر کیا گیا تھا۔

ان لوگوں کی تقرری کرتے وقت جو تقرری کی تاریخ سے پہلے ملازمت میں تھے، ریاستی حکومت ضرورت پڑنے پر عمر کی حد میں نرمی کرے گی۔

ہمیں مطلع کیا گیا ہے کہ موجودہ معاملے میں ملوث اپیل گزاروں کو 30 جون 1991 تک تنخواہیں دی گئی تھیں۔ ہم ریاست کی طرف سے پیش ہونے والے ماہر وکیل مسٹر بی بی سنگھ سے بھی سمجھتے ہیں کہ تمام خالی آسامیاں 1.1.1992 تک پر کر دی گئی ہیں۔ اگر خالی آسامیاں تھیں اور پھر بھی مذکورہ خالی آسامیوں میں اپیل کنندگان کا تقرر نہیں کیا گیا تھا تو ایسے اپیل کنندگان جو تقرری کے اہل تھے اور ابھی تک خالی آسامیوں کے باوجود مقرر نہیں ہوئے تھے، یکم جولائی 1992 سے ان کی تقرری تک تنخواہوں کے حقدار ہوں گے۔ تاہم، اگر کوئی خالی آسامیاں نہیں تھیں اور تمام اپیل کنندگان یا ان میں سے کچھ کو نئی خالی آسامیوں میں مقرر کرنا پڑتا ہے جو اس کے بعد دستیاب ہو سکتی ہیں، تو وہ یکم جولائی 1992 سے اپنی تقرری کی تاریخ تک تنخواہوں کے حقدار نہیں ہوں گے۔ تاہم، جب ان کا تقرر کیا جائے گا تو تنخواہ کے علاوہ دیگر فوائد کے لیے سروس میں وقفے کی مدت کو ایک سال سے زیادہ نہیں سمجھا جائے گا۔

اپیل کو اخراجات کے حوالے سے کسی حکم کے بغیر اسی کے مطابق نمٹا دیا جاتا ہے۔"

اپیل گزاروں اور ان جیسے کچھ دیگر اساتذہ کو اپنی متعلقہ رٹ درخواستوں میں عدالت عالیہ سے اسی طرح کے احکامات ملے۔ عدالت عالیہ کی طرف سے منظور کردہ مرکزی حکم 20 جنوری 1993 کو سی ڈبلیو جے سی نمبر 7000 / 92 میں دیا گیا ہے۔ اس فیصلے میں عدالت عالیہ نے کچھ اضلاع میں کی گئی تقرریوں اور موجودہ آسامیوں کی تعداد کو نوٹ کیا۔ ریاست نے دعوی کیا تھا کہ درخواست گزاروں کے مطابق صرف ایک باقاعدہ خالی جگہ موجود ہے؛ 2000 سے کم خالی آسامیاں نہیں تھیں۔ ریاست کی طرف سے دائر جوابی بیان حلفی میں اس بات کی نشاندہی نہیں کی گئی کہ آیا تمام 2000 آسامیاں پر کی گئی ہیں۔ درخواست کنندگان کے وکیل اور ایڈووکیٹ جنرل کی رضامندی کے ساتھ کہ ان درخواستوں کو بھی عدالت عظمیٰ کی مذکورہ ہدایت کی روشنی میں نمٹایا جا سکتا ہے، عدالت عالیہ نے اسی کے مطابق ہدایت دی۔ عدالت عالیہ نے کہا: " تاہم، ہم ریاست کو ہدایت دے سکتے ہیں کہ وہ عدالت عظمیٰ کی مذکورہ بالا ہدایت کے قیود سے انتہائی مہم کے ساتھ اور ترجیحی طور پر اس حکم کی کاپی موصول ہونے کی تاریخ سے دو ماہ کے اندر عہدوں کو پر کرے۔" غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی طرف سے دائر دیگر رٹ درخواستوں میں بھی اسی طرح کے احکامات جاری کیے گئے تھے۔

عدالت عظمیٰ اور اس کے بعد عدالت عالیہ کے احکامات کے تحت، ریاستی حکومت کو موجودہ خالی آسامیوں کو، اگر کوئی ہوں، اپیل کنندگان اور دیگر غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو مقرر کر کے پر کرنا تھا جو ان خالی آسامیوں کے خلاف تقرری کے اہل تھے اور اگر یکم جنوری 1992 کو خالی آسامیاں موجود تھیں تو ان خالی آسامیوں کے خلاف اس طرح مقرر کیے گئے اساتذہ یکم جولائی 1992 سے ان کی تقرری تک تنخواہ کے حقدار ہوں گے۔ یہ اس لیے تھا کیونکہ تنخواہیں 30 جون 1991 تک تقسیم کی گئی تھیں۔ اگر خالی آسامیاں نہ ہوں تو ان غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو نئی خالی آسامیوں میں مقرر کیا جانا تھا جو اس کے بعد دستیاب ہو سکتی ہیں اور اس صورت میں وہ یکم جولائی 1992 سے اپنی تقرری کی تاریخ تک تنخواہ کے حقدار نہیں تھے۔

اپیل گزاروں کا تقرر 4 اکتوبر 1994 کو عدالت عالیہ کی ہدایات کے مطابق 4 اکتوبر 1994 کو ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ آف

ایجوکیشن، گوڈا کے جاری کردہ حکم نامے کے ذریعے کیا گیا تھا۔اپیل گزار اپنی تنخواہیں 4 اکتوبر 1994 سے وصول کر رہے ہیں۔انہوں نے دعوی کیا کہ یہ عدالت کے احکامات کے تحت دوبارہ تقرری کا معاملہ تھا اور چونکہ انہیں یکم جنوری 1992 سے پہلے موجود خالی آسامیوں کے خلاف مقرر کیا گیا تھا، اس لیے وہ یکم جولائی 1992 سے 3 اکتوبر 1994 تک تنخواہ کے حقدار تھے۔انہوں نے تنخواہ کے بقایا جات کے لیے دعوی کیا اور چونکہ ریاستی حکومت کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا، اس لیے انہوں نے ریاست کے ساتھ ساتھ اس کے عہدیداروں کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی شروع کرنے کے لیے درخواست دائر کی جو کہ ڈائریکٹر، پرائمری ایجوکیشن ؛ ڈپٹی کمشنر–کم–چیئرمین ڈسٹرکٹ اسٹیبلشمنٹ کمیٹی، گوڈا؛ اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ آف ایجوکیشن، گوڈا ہیں۔چونکہ یہ مدعا علیہان کا معاملہ تھا کہ یکم جنوری 1992 تک ضلع گوڈا میں کوئی خالی جگہ موجود نہیں تھی، لہذا عدالت عالیہ نے 8 جولائی 1998 کے متنازعہ حکم نامے کے ذریعے توہین عدالت کی کارروائی کو مسترد کر دیا۔عدالت عالیہ نے کہا کہ عدالت عالیہ کے ذریعے منظور کردہ حکم کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی اور اگر اپیل گزاروں نے مبینہ کہ عدالت عظمیٰ کی کسی ہدایت کی خلاف ورزی کی گئی ہے تو توہین عدالت کی کارروائی شروع کرنا عدالت عالیہ کا کام نہیں ہے۔ناراض، اپیل کنندگان اس عدالت میں آئے ہیں۔

یہاں ایک بار پھر جواب دہندگان کا موقف رہا ہے کہ اس عدالت یا عدالت عالیہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوئی ہے۔وہ اپنے موقف میں واضح ہیں کہ یکم جنوری 1992 سے پہلے کوئی دستیاب خالی جگہ موجود نہیں تھی اور اس طرح اپیل گزار تنخواہ کے بقایا جات کے حقدار نہیں تھے۔جواب دہندگان نے یہ بھی دعوی کیا ہے کہ اپیل گزاروں کی تقرری کے احکامات سے یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ انہیں کسی خالی جگہ کے خلاف مقرر کیا گیا تھا جو یکم جنوری 1992 سے پہلے موجود تھا۔اپیل گزاروں نے ہمارے سامنے یہ بھی نہیں بتایا کہ وہ کس طرح دعوی کرتے ہیں کہ یکم جنوری 1992 تک کوئی خالی جگہ موجود تھی۔پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ جواب دہندگان کی طرف سے جان بوجھ کر غیر فعالیت رہی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں عدالت کے احکامات کا کوئی احترام اور احترام نہیں تھا اور یہ کہ جواب دہندگان جان بوجھ کر اور جان بوجھ کر عدالتوں کے احکامات اور ہدایات کی خلاف ورزی کر رہے تھے۔

ایک بار جب مدعا علیہان یہ موقف اختیار کر لیں کہ ضلع گوڈا میں یکم جنوری 1992 تک کوئی خالی جگہ موجود نہیں تھی اور اس کے برعکس کسی ثبوت کی عدم موجودگی میں، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ عدالتوں کے احکامات کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔

جواب دہندگان کو توہین، سول توہین کا ارتکاب کرنے کے لیے، یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ عدالت کے فیصلے یا حکم کی جان بوجھ کر نافرمانی ہوئی ہے۔عدالت کے حکم کی واضح خلاف ورزی ہونے پر توہین عدالت کے لیے سزا دینے کے اختیار کا سہارا لینا ہوتا ہے۔چونکہ توہین عدالت کا نوٹس اور توہین عدالت کی سزا دوررس نتائج کا باعث ہے، اس لیے ان اختیارات کا استعمال تب ہی کیا جانا چاہیے جب عدالت کے حکم کی جان بوجھ کر نافرمانی کا واضح معاملہ سامنے آ جائے۔چاہے کسی خاص معاملے میں نافرمانی جان بوجھ کر کی جائے، اس کا انحصار اس معاملے کے حقائق اور حالات پر ہوتا ہے۔عدالتی احکامات کو مناسب طریقے سے سمجھنا اور ان کی تعمیل کرنا ہے۔یہاں تک کہ لاپرواہی اور لاپرواہی بھی نافرمانی کے مترادف ہو سکتی ہے، خاص طور پر جب عدالت کے احکامات اور اس کے مضمرات کی طرف اس شخص کی توجہ مبذول کرائی جائے۔عدالت کے حکم کی نافرمانی قانون کی حکمرانی کی جڑ پر حملہ کرتی ہے جس پر ہمارا نظام حکمرانی مبنی ہے۔توہین عدالت کے لیے سزا دینے کا اختیار موثر قانونی نظام کی بحالی کے لیے ضروری ہے۔اس کا استعمال انصاف کے راستے کی بگاڑ کو روکنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

اٹارنی جنرل بنام ٹائمز نیوز پیپرز لمیٹڈ (1973) 3 آل ای آر 54 میں لارڈ ڈپلاک نے اپنے مشہور اقتباس میں کہا ہے کہ" شہری توہین کو سزا دینے میں عوامی پالیسی کا ایک عنصر بھی ہے، کیونکہ اگر کسی عدالت کے حکم کو استثنیٰ کے ساتھ نظر انداز کیا جا سکتا ہے تو انصاف کے انتظام کو کمزور کیا جائے گا" ۔توہین عدالت کی سزا دینے کا دائرہ اختیار اس شخص کے خلاف حتمی منظوری فراہم کرنے کے لیے موجود ہے جو عدالت کے حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کرتا ہے یا حکم کو مسلسل نظر انداز کرتا ہے۔توہین عدالت کی کارروائی کا آغاز عمل درآمد کی کارروائی کا متبادل نہیں ہے حالانکہ بعض اوقات یہ مقصد بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

کوئی بھی شخص عدالت کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔جان بوجھ کر غیر معمولی، حادثاتی نیک نیتی یا غیر ارادی کارروائیوں یا حکم کی قیود کی تعمیل کرنے میں حقیقی ناکامی کو خارج کر دے گا۔ایک درخواست گزار جو عدالت کے حکم کی خلاف ورزی کی شکایت کرتا ہے اسے عدالت کے حکم کی جان بوجھ کر یا متضاد نافرمانی کا الزام لگانا چاہیے۔

ایسا کچھ بھی نہیں دکھایا گیا ہے کہ جواب دہندگان کا یہ دعویٰ کہ یکم جنوری 1992 کو موجود کسی خالی جگہ کے خلاف اپیل کنندگان کا تقرر نہیں کیا گیا ہے، درست نہیں ہے یا یہ کہ جواب دہندگان جان بوجھ کر یا جان بوجھ کر اس عرضی کو آگے بڑھا رہے ہیں تاکہ اپیل کنندگان کو ان کے بقایا تنخواہ کے حق سے محروم کیا جا سکے۔ایسا ہونے کی وجہ سے، یہ ایسا معاملہ نہیں تھا جہاں جواب دہندگان کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی شروع کی جا سکتی تھی۔توہین عدالت کی درخواست کو مسترد کرنے میں عدالت عالیہ کا حق ہے۔تاہم، چونکہ ایک سنگین تنازعہ ہے کہ آیا یکم جنوری 1992 کو کوئی خالی جگہ موجود تھی یا نہیں جس کے خلاف اپیل کنندگان یا ان میں سے کسی کو مقرر کیا جا سکتا تھا، اس معاملے کو یقینی طور پر جانچ کی ضرورت ہے لیکن شاید صرف رٹ پٹیشن میں عبوری درخواست کے ذریعے اور توہین کے ذریعے نہیں۔اس طرح، اگرچہ عدالت عالیہ کے حکم کو برقرار رکھتے ہوئے، ہم اس معاملے کو واپس عدالت عالیہ کو اس سوال پر جانے کے لیے بھیجتے ہیں کہ آیا یکم جنوری 1992 کو کوئی خالی جگہ موجود تھی اور، اگر ایسا ہے تو، مناسب احکامات جاری کریں۔

ان مشاہدات کے ساتھ، یہ اپیل نمٹ جاتی ہے۔

اے۔کے۔ٹی

اپیل نمٹا دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.10.09 17:20
I am the author of this
document